خطاب : مولانا سمیع الحق صاحب
ضبط و ترتیب : مولانا عبدالقیوم حقانی

ملت مسلمہ کی امتیازی شان

ـــــــ تسلیم اور سلامتی

اس سال عیدالاضحیٰ ۱۴۰۳ھ کے موقعہ پر عیدگاہ اکوڑہ خٹک میں حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کی علالت کی وجہ سے مولانا سمیع الحق صاحب نے خطاب فرمایا جس میں شہر اور گردونواح کے تقریباً ۲۵ ہزار افراد نے شرکت کی۔ یہ تقریر ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے مولانا عبدالقیوم حقانی نے مرتب کی ہے جو نذر قارئین ہے۔ "ادارہ"

نماز کا اعلان ساڑھے سات بجے کا ہوا ہے چونکہ لوگ دور دور سے آرہے ہیں اور ملحقات سے بھی آتے ہیں اس لئے میں چند منٹ گزارشات پر اکتفا کروں گا۔ تقریر کی اہلیت بھی نہیں ہے اور یہ تو اکابر کا مقام ہے میں تو بزرگوں کے حکم کی تعمیل میں حاضر ہوا ہوں۔

خوشی اور تہوار بھی عبادت سے وابستہ ہیں

آپ کو معلوم ہے کہ آج عیدالاضحیٰ کا دن ہے۔ اسلام میں دو عیدیں ہیں ایک عیدالاضحیٰ ایک عیدالفطر، عید خوشی کو کہتے ہیں ہر قوم کچھ عیدیں اور کچھ جشن مناتی ہے، ہر قوم کا ایک تہوار ہوتا ہے، ہندو عیسائی، یہودی حتیٰ کہ کمیونسٹ ممالک بھی سال میں خوشی کا ایک نہ ایک وقت نکالتے ہیں اور کوئی تہوار متعین کی ہوتی ہے، اسلام نے بھی ہمارے لئے جائز حدود میں خوشی اور تہوار کے دن مقرر کئے ہیں، لیکن ہمارا اس معاملہ میں بھی دوسری اقوام سے فرق اور امتیاز ہے۔ دیگر اقوام کے جشن اور تہوار دنیوی چیزوں سے وابستہ ہیں مثلاً بہار کا موسم آیا تو بعض اقوام جشن مناتی ہیں ایران و توران بلکہ ایرانی اقوام کا جشن نوروز وغیرہ ہے ان کا ایک خاص موسم سے تعلق ہے۔ ہندوؤں کے تہوار کا بھی بیساکھی سے تعلق ہے کہ موسم بہتر ہوگیا۔

ایسی قومیں بھی ہیں جن کی تہوار اپنے قائد، بڑے لیڈر کا یوم پیدائش کے مناسبت سے ہوتی ہے یا یہ کہ فلاں دن ہماری قوم نے فلاں قوم پر غلبہ حاصل کیا تھا تو وہ جشن فتح مناتے ہیں۔ تو ان سب کا تعلق دنیوی امور سے ہے مگر اسلام نے ہمارے لئے جو عید مقرر کی ہے اس کی بنیاد خالص عبادت پر رکھی کہ یہ روز خوشی کا ہے لیکن خوشی کس بات کی؟ تو خوشی اس بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک اہم عبادت اور بندگی کی توفیق عطا فرمائی ہے عیدالفطر بھی اسی خوشی میں مناتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ۳۰ روزے رکھ لئے ہیں۔ اور اپنے نفس کو ضبط میں رکھ لیا ہے، کسی قوم یا ملک کا فتح کرنا کوئی بڑا کمال نہیں اور بڑے بڑے پہلوانوں کو گرانا یہ بھی کوئی بڑا کمال

نہیں، اسلام کہتا ہے کہ اگر اپنے نفس کو ضبط کر لیا اور اسے گرا دیا اور شیطان پر غلبہ حاصل کر لیا تو اسلام کہتا ہے کہ اس کی خوشی مناؤ کہ تم نے شیطان کو مغلوب کر دیا۔ اپنی خواہشات کو کنٹرول کر لیا۔ بھوکے تھے پیاسے تھے لیکن اللہ کے حکم کی تعمیل میں ۳۰ روزے برداشت کئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب تم خوشی کے مستحق ہوا اور عید منالو تو آج ہم جو عید منا رہے ہیں اس کا تعلق بھی دنیوی امور سے نہیں۔ گو ہماری تاریخ میں عظیم فتوحات ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی فتوحات سے معمور ہے۔ ہم مکۃ المکرمہ کی فتح کے دن بھی جشن منا سکتے تھے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے روز بھی عید منا سکتے ہیں لیکن آں حضرت کی ولادت اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ختم نبوت کا تاج پہنائے جانے میں ہمارے عمل کو کچھ بھی دخل نہیں کہ یہ سب وہبی چیز ہے موسم بدلتا ہے تو اللہ اسے بدلتا ہے ہمارا کوئی عمل دخل نہیں تو اصل چیز یہ ہے کہ انسان اپنے کسی عمل اور اعلیٰ کردار سے عید کو وابستہ کر دے جو اپنے اختیار سے صادر ہوا اور یہ ہماری امت کی خصوصیت ہے کہ آج بھی ہم جب عید مناتے ہیں تو وہ عبادت کی وجہ سے ہے، کچھ دیر بعد وہ عبادت ہم ادا کریں گے جسے قربانی کی عبادت کہا جاتا ہے "قربانی" ایک عظیم الشان عبادت ہے جو اس امت کی خصوصیت ہے۔ ایک صحابی نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ ما ھذہ الاضاحی یا رسول اللہ اے اللہ کے رسولؐ۔ یہ قربانی کیا چیز ہے؟ کس لئے ہم کرتے ہیں؟ اب بھی، بہت روشن خیال اور بہت سے دہریے جو ہر چیز میں عقل اور فلسفہ ڈھونڈتے ہیں وہ اب بھی کہتے ہیں کہ ہم کس لئے اتنے حیوانات ضائع کرتے ہیں۔ اور قربانی کیوں کرتے ہیں۔ حیوانوں کا ضائع کرنا تو عقل کے خلاف ہے اور دوسرے طریقوں سے یہ رقم کیوں نہیں خرچ کی جاتی۔

سنّت ابراہیمیؑ | تو صحابی نے جب دریافت کیا، تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مختصر جملہ میں بات ختم کر دی اور فرمایا " سنۃ ابیکم ابراھیم " تین الفاظ ارشاد فرمائے۔ کہ یہ تمہارے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنّت ہے بس اس ایک جملہ اور تین الفاظ، میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قربانی کے تمام فلسفے اور حکمتیں بلکہ قربانی کی ساری تاریخ کو سمو دیا اور انسانیت کے سامنے پیش کر دیا۔

آج تمام دنیا ابراہیم علیہ السلام کے اتباع کی دعویدار ہے، یہ خدا تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو شرافت عطا فرمائی ہے۔

انہوں نے دعا فرمائی تھی کہ واجعل لی لسان صدقٍ فی الآخرین میرے پروردگار! بعد میں آنے والی امتوں میں میرا اچھا ذکر (تذکرہ) بنا دیجئے اور فرمایا

وجعلنا لھم لسان صدقٍ علیا اور ہم نے ان کا چرچا اور تذکرہ اونچا کر دیا۔

فرمایا وترکنا علیہ فی الآخرین سلامٌ علی ابراھیم کذلک نجزی المحسنین

اگر یہود ہیں یا نصاریٰ ہیں، انگریز ہیں یا امریکن، یا ہندوستان کے ہندو ہیں، سب اپنے اپنے خیال میں اس بات کے دعویدار ہیں کہ ہم ابراہیم علیہ السلام کے پیروکار ہیں تو ابراہیم علیہ السلام کی امامت پر سارا عالم گویا متفق ہے۔ ہندو بھی اپنی نسبت ابراہیم کو کرتے ہیں اور برہمن پنڈت' براہِ راست کہتے ہیں کہ ہم ابراہیمی ہیں، مشرکین مکہ بھی کہتے تھے کہ ہم ابراہیمی ہیں۔ اب خدا نے ایک معیار مقرر کیا۔ یہاں دارالعلوم حقانیہ میں پچھلے دنوں ایک بزرگ آئے تھے جو جید عالم اور مناظر ہیں جو اس وقت یورپ میں رہتے ہیں انہوں نے بڑی عجیب بات کہی، کہ یورپ میں ایک بہت بڑا سیمینار تھا۔ تمام دنیا کے مذاہب کے پیرو اور اقوام اس میں جمع تھے۔ ہر ایک نے اپنے اپنے مذہب کی حقانیت کے دلائل بیان کرنے تھے مگر مسلمانوں نے ان سے عجیب بات کہی کہ دیکھو سب مذاہب کی کتابوں میں یہ بات آئی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام قربانی کرتے تھے اور یہ بھی آیا ہے کہ انہوں نے بیٹے کی قربانی کی تھی اور اس کے بدلے اللہ نے دنبہ بھیج دیا تھا۔ یہود اور عیسائیوں کی کتب میں بھی یہ موجود ہے اور ہندوؤں کی کتب میں بھی مختلف طریقوں سے یہ بات نقل ہوتی چلی آئی ہے اہل اسلام کی کتابوں میں بھی ہے۔

اتباع ابراہیمی اور ملت مسلمہ تو اب فیصلہ اس بات پر کرلیں گے کہ تمام عالم میں اس وقت ابراہیمؑ کے طریق قربانی کو کون اختیار کئے ہوئے ہیں، نہ تو یہود قربانی کرتے ہیں، نہ عیسائی اور نہ ہندو، اس طریقہ سے قربانی کرتے ہیں صرف امت محمدیہ نے اپنے دادے کی سنت کو مضبوط تھاما ہوا ہے۔ یہ شرف صرف امت محمدیہ کو حاصل ہے۔ تو ابراہیم کے پیروکاری کا دعویٰ بھی مسلمانوں ہی کا صحیح قرار دیا جاسکتا ہے نہ کہ یہود و نصاریٰ کا۔ تو دعوے دار تو سب مذاہب ہیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صحیح اولاد وہی ہے جو اپنے آبا کے نقشِ قدم پر چل رہی ہو اور ان کے طریقوں کو زندہ رکھتی ہو اور اپنے دادا کے اقدار و روایات کو برقرار رکھے۔

"سُنَّۃ ابیکم ابراھیم" یہ قربانی تمہارے اپنے باپ ابراہیمؑ کی سنّت ہے۔ اور اگر تم دعوے دار ہو کہ ہمارے والد ابراہیم ہمارے دینی مقتدا ہیں اور ان کا یہ عمل ہے تو پھر ان کے راستے پر چل پڑیں اور اس میں حکمتیں اور فلسفے تلاش نہ کیجئے۔ تمہارے والد حضرت ابراہیمؑ نے قربانی دی تھی۔ یہ قربانی صرف ایک حیوان کی قربانی نہ تھی، صرف اپنے لختِ جگر اور پیارے بیٹے کی قربانی بھی نہ تھی بلکہ تمہارے دادا، عمر بھر قربانی، اور اللہ کے راستے میں امتحانات دیتے رہے۔ جس کی ایک طویل داستان ہے۔ اگر ایسا ہے تو اب ہم دعویٰ بجا طور کر سکتے ہیں کہ بل نتبعُ ملّۃ ابراھیم حنیفا کہ ہم ملت ابراہیمی کی اتباع کرتے ہیں کہ آپ حنیف تھے حنیف کا معنی یہ ہے کہ ہر ماسوا اللہ سے کٹ کر صرف اللہ کے ہو چکے تھے۔ اپنے کو اللہ کے سپرد کر دیا تھا، اب اس ملت کی اتباع کرتے ہیں۔

ملّت ابراہیمی کا خلاصہ وہ ملت کیا ہے؟ وہ ملت خود حضرت ابراہیمؑ ہمارے سامنے پیش فرماتے ہیں کہ:۔

اِنّی وجّہت وجھی للذی فطر السمٰوٰت والارض حنیفاً وما انا من المشرکین

ابراہیم علیہ السلام کا اعلان تھا کہ میں اپنا سب کچھ اپنی ذات سے اور توجہات سے کاٹ کر صرف اسی ایک ذات کی طرف جو فاطر السمٰوٰت والارض ہے موڑ چکا ہوں اس کی طرف میری توجہ ہے ہر چیز سے۔ یکسو اور کنارہ کش ہو گیا ہوں، میں مشرکین میں سے نہیں کہ ہر طرف جھانکتا پھروں اور ہر ایک کے سامنے جھکتا رہوں۔ میرا معبود ایک ہی ذات ہے جو اللہ تعالیٰ ہے اور فرماتے ہیں:۔

ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین ۔ لاشریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین ۰ یہ ابراہیمی ملت کی ساری تاریخ خود حضرت ابراہیمؑ نے بیان کر دی کہ میری تمام عبادات، نمازیں، روزے حج اور جان ومال کی قربانی اور عزت وآبرو کی قربانی، ملک ووطن کی قربانی، خواہشات کی قربانی، یہ ہر قسم کی قربانی نُسک میں آ گئی ہے کہ اپنی محبوب چیز، اور خواہشات کسی بڑی ذات کی رضا کے لئے چھوڑ دیتے ہیں، جو بھی تمنا ہے خواہش ہے بڑی آرزو ہے ان سب سے دست بردار ہو جانا یہی قربانی ہے۔

تو ابراہیمؑ نے آیت مذکورہ میں یہ اعلان کر دیا ملت ابراہیمی کا خلاصہ پیش کر دیا کہ میری زندگی، میری موت، وہ صرف خدا کے لئے ہے جو تمام کائنات کا پرورش کرنے والا اور حقیقی پروردگار ہے۔

جب عالمین کا رب اللہ تعالیٰ ہی ہے تو عالم میں جو کچھ بھی ہے صرف اس کی محتاج ہے تو پھر اس کے ماسوا کوئی دوسری چیز رب اور معبود کیسے بن سکتی ہے۔ عرش ہے یا فرش ہے، چاند ہے یا سورج، عناصر اربعہ ہیں یا ساری کائنات سب اس کی ربوبیت کے محتاج ہیں۔ تو ان چیزوں کے سامنے کیسے جھکا جا سکتا ہے میں کوئی نادان ہوں کہ ان کے سامنے جھک جاؤں۔ لاشریک لہ۔ اس کا کوئی شریک نہیں وبذالک اُمرت اور خود خدا نے مجھے اس پر مامور کر دیا ہے۔ وانا اول المسلمین سب سے پہلے میں گردن نہاد اور منقاد ہونے والا ہوں۔

مسلم اور اسلام | اس آیت میں ملت کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ کہ میں اول مسلم ہوں، مسلم، مسلمان کو کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ میں ہی نمبر ایک مسلمان ہوں گا۔ یہ مراد نہیں کہ مجھ سے قبل کوئی مسلمان نہیں، بلکہ مقصد یہ ہے کہ جب بھی کوئی مسئلہ آئے گا میں صف اول میں کھڑا ہوں گا۔ ابراہیم نے خود کو بھی مسلم کہا اور ہمیں بھی مسلم، تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا انعام ہے کہ ھو سماکم المسلمین، ابراہیمؑ نے تم کو مسلم کا نام دیا، یہ بھی ہمارے دادا ابراہیم نے امت پر احسان کیا کہ یہ امت اپنے کو یہودی نہیں کہے گی، نصاریٰ نہیں کہلائے گی بلکہ خود کو مسلم کہے گی ہر امت کا ایک نام ہے لیکن ان کے ناموں میں کوئی سبق نہیں ہے۔ عیسائی کے معنیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے نسبت رکھنے والا، اس میں کوئی اور معنیٰ نہیں ہے، یہودی کا معنیٰ یہوداہ کی اولاد ہے، ہندو کا معنی یہ کہ جو ہندوستان میں موجود ہو، مطلب یہ کہ ہندوستان کا رہنے والا، تو ہمیں بھی محمدی نام دیا جا سکتا تھا

اور ہم یہ کہہ سکتے تھے کہ ہمیں بھی اللہ تعالیٰ نے یہ شرف دیا ہے کہ ہم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں۔ ہم ایک عظیم ترین شخصیت کو منسوب تھے۔ عرش سے بلند شخصیت ہمارے لئے یہ فخر و مباہات کی بات تھی، لیکن اس میں ہمارے لئے کوئی سبق نہیں تھا۔ ہم مکی و مدنی بھی خود کو کہہ سکتے تھے کہ ہماری نسبت مدینہ کی مٹی سے ہے یا مکی ہیں کہ کعبۃ اللہ سے ایک نسبت ہے۔ لیکن ہمیں بتایا گیا کہ تمہارا نام "مسلم" ہے اور تم مسلمان ہو وھو سماکم المسلمین، تو اس میں ایک بہت بڑا سبق موجود ہے، کہ جب بھی ہم خود کو یہ کہیں کہ ہم مسلم ہیں تو یہ لفظ ہمیں بہت بڑا سبق دیتا رہے گا۔ کہ مسلم کا معنیٰ ہے ہر چیز کسی کے حوالے کر دینے والا۔ تسلیم، کا معنی ہر چیز دوسرے کے حوالے کر دینا۔ ہمارے ہاں افغانستانی مجاہدین روزمرہ "تسلیم" کا لفظ استعمال کرتے ہیں جواب بھی یہ اس معنیٰ میں مستعمل ہے یعنی سرنڈر ہو جانا۔ تسلیم کا معنیٰ یہ ہے کہ میں نے اپنا اسلحہ رکھ دیا اور ہر چیز سے دستبردار ہو گیا ہوں۔ اسلام کا معنیٰ " سپردن " ہے تو مراد یہ ہے کہ میری اپنی ساری متاع اور سب کچھ اللہ کے حوالے کر دیا ہے ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را

کہ میری جان میرا مال میری خواہشات، میرا قانون، میری سیاست۔ میرا ادب، میرا مذہب، میری تہذیب، میرا فیشن اے اللہ سب تیرے حوالے ہے۔ اسلمت وجہی الخ کا ایک معنیٰ سپردگی کے آتا ہے۔ ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ۔ کہ خدا مسلمانوں سے جان بھی لیتے ہیں مال بھی لیتے ہیں، جنت کے بدلہ، ایک معنیٰ اس کا یہ بھی ہے کہ تیرا کچھ بھی نہیں، تو نے تو ہر چیز دوسرے کے حوالے کر دی ہے تو نے عہد کیا ہے تو نے تو بیعت کر لی ہے۔ تو اپنی خواہشات اور مرضیات، مال و اولاد کا کسی چیز کا بھی مالک نہیں رہا۔ اگر تم خود کو مالک کہتے ہو تو پھر تو جھوٹ بولتے ہو کہ تم نے خود کو خدا کے سپرد کر دیا ہے، حقیقت میں خدا کے ساتھ دھوکہ کرتا ہے بظاہر بیعت کی ہے بباطن غداری کرتے ہو۔ خدا کی اصطلاح میں بھی ایسا آدمی باغی ہے۔

<u>اسلام اور سلامتی</u> اس کے علاوہ لفظ "مسلم" کا ایک اور سبق بھی ہے کہ اسلام سلامتی ہے، مسلم، کا یہ معنی ہے کہ اس کی طرف سے کائنات کے ہر فرد کو سلامتی حاصل ہے۔ اسی طرح "مومن" کو دیکھئے تو اس کا معنی یہ بھی ہے کہ اس سے ہر ایک کو امان ہے، ملت ابراہیمی کے پیروؤں کا اعلان ہوتا ہے کہ ہم مسلم ہیں اور ہماری جانب سے سب کو سلامتی حاصل ہے ہم مومن ہیں اور ساری دنیا کو امن دینا چاہتے ہیں۔ ہم کسی کو ڈسیں گے نہیں، خاندان کا آدمی ہے یا محلے کا یا شہر کا حکومت کا ہے ملک کا ہے، ہر ہر فرد کو مسلمان کی طرف سے امان حاصل ہے۔ تو مسلمان وہ ہے کہ ساری مخلوق اس کی زبان کی ضرر سے، ہاتھ سے اور پاؤں سے محفوظ رہے المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ اسی طرح فرمایا گیا المومن من امنہ الناس علیٰ دمائھم واموالھم مومن وہ ہے کہ لوگ اس کی

طرف امن میں رہیں کہ ہماری جان کو، مال کو، عزت و آبرو کو وہ ترچھی نگاہ سے بھی نہ دیکھے گا۔

احترامِ انسانیت | آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن، دوسرے مومن سے جھوٹ نہیں بولتا۔ لایکذبہ دھوکہ نہیں دیتا ولا یخدعہ ولا یخذلہ اور نہ وہ کسی کو ذلیل کرتا ہے اور نہ ہی مومن اپنے بھائی اور پڑوسی اور کسی مسلمان کے پیچھے پڑ کر اس کی آبروریزی کرتا ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ایک آدمی دوسرے کے عیوب تلاش کرتا پھرتا ہے اور ہر وقت اسی ٹوہ میں رہتا ہے کریدمیں رہتا ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے کوئی عیب اس کا نکال لاؤں تو اللہ تعالیٰ، ایسے شخص کے عیوب کو ظاہر کردے گا اور اسے رسوا کر دے گا، اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے شخص کے ہزاروں اور کروڑوں عیبوں کو چھپا رکھا ہے ان پر پردہ ڈال دیا ہے اور جب یہ خود عیوب سے بھرا ہوا ہے مگر دوسرے کے عیوب تلاش کرتا ہے تو میں بھی اس کے عیوب ظاہر کر کے اسے رسوا کر دوں گا

ومن تتبع اللہ عورتہ یخذلہ

پھر جس کو خدا تعالیٰ رسوا کرنا چاہیں تو وہ تو برسرِ عام رسوا ہو گا۔ اور بھرے چوک میں رسوا ہو گا ولو فی جوف رحلہ اگر یہ کجاوہ کے کنج میں بھی پڑا ہو اور کوئی جرم کرے اللہ تعالیٰ سے بچ نہیں سکتا، پچھلے زمانہ میں لوگ اونٹوں پر کجاوہ میں ہودج میں سفر کیا کرتے تھے اس لئے بطور تمثیل کجاوہ کا نام لیا گیا مراد یہ ہے۔ کہ اگر تہ خانہ میں ہو اور محفوظ کوٹھڑی میں چھپا ہوا ہو تو خدا تعالیٰ فرماتے ہیں میں اس کو باہر نکال کر ذلیل کر دوں گا۔ ومن ستر علی اخیہ ایک مسلمان جس نے اپنے مسلمان بھائی پر پردہ ڈال دیا، اور برے کے بجائے اچھے پہلو ظاہر کئے۔ سترہ اللہ علیہ یوم القیامۃ، تو اللہ پاک قیامت کے روز اس کو اپنی رحمت کے پردوں سے ڈھانپ دیں گے۔ یہی بات ہے کہ چار و ناچار اسلام کو آج ساری دنیا امن کا مذہب قرار دے رہی ہے۔ کہ اس کے نام میں بھی امن ہے اور پیغام میں بھی سلامتی ہے۔

ابراہیمؑ کی بے مثال قربانیاں | بہرحال حضرت ابراہیمؑ مسلم تھے اور انہوں نے اسلام کا ثبوت پیش کر دیا، اولاً اپنے گھر اور خاندان سے جنگ کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سارا گھرانہ مذہبی تھا آپ کے والد ایک بڑی قوم کے سربراہ، دینی مقتدا و پیشوا تھے۔ دینی امور سارے اس سے وابستہ تھے اگر لوگ ہندو تھے تو اُن کے پروہت اور پنڈت تھے۔

تو حضرت ابراہیمؑ کو اس طرح ایک بڑا اور عظیم منصب ملا تھا۔ بڑی گدّی اور مسند کے وارث بن جاتے مگر فطرتِ سلیمہ عطا ہوئی تھی، توحید کا اعلان کر دیا، بس توحید کی آواز لگانی تھی کہ سارا خاندان ان کا مخالف ہو گیا۔ باپ نے ہر طرح سختی شروع کی، جس کی تفصیلات قرآن مجید میں مذکور ہیں۔

ابراہیمؑ نے کفر کو لات مار دی، باپ کی گدی اور مستقبل کی پیشوائی چھوڑ دی، سب کچھ سے دست بردار ہو گئے یہی وہ اسلام ہے جس کا مظاہرہ ابراہیمؑ نے اول وھلہ میں کر دیا۔

لاشریک لہ وبذالک امرت وانا اول المسلمین

اس کے بعد دوسرا مرحلہ، سارے ملک سے جنگ کا اور بادشاہ سے ٹکر لینے کا تھا۔

نار نمرود اور سرخروئی | نمرود بادشاہ شرک اور کفر کا علمبردار تھا تو آپ نے ایسے ظالم و جابر حکمران سے مقابلہ کیا سارے بت توڑ دیئے اور قوم سے کہا تم ایسے خداؤں کی پوجا کرتے ہو جو ٹوٹ بھی سکتے ہیں ــــ اپنے خداؤں سے پوچھو، انہیں کس نے توڑا ہے، تفصیلات کا وقت نہیں آپ سب جانتے ہیں۔

حکومت نے کہا، انہیں آگ میں ڈال دو، یہ تمہارے معبودوں کا دشمن ہے آگ کا ایک بڑا الاؤ تیار کیا گیا، ساری کائنات حیران ہے کہ اللہ، تیرا نوجوان بندہ، آگ میں پھینکا جا رہا ہے جس نے تیری وحدانیت کا اعلان کیا ہے آج یہ مظلوم اور بے بس ہے، فوج ہے، رعیت ہے اپنے ہیں یا پرائے ہیں سب اس کو کار ثواب سمجھتے ہیں یہ منظر عرش دیکھ رہا ہے فرش دیکھ رہا ہے چاند دیکھ رہا ہے ستارے اور سورج دیکھ رہے ہیں کیونکہ سب سمجھتے ہیں، اور سب اللہ کی بندگی میں سرشار ہیں کل قد علم صلوٰته وتسبیحه ہم انسانوں میں مشرک موجود ہیں مگر ان پتھروں درختوں، احجار و اشجار میں کوئی مشرک نہیں۔ ان جانوروں میں کوئی اللہ کا شریک نہیں ٹھہراتا۔ یہ سب تکوینی لحاظ سے اللہ کی بندگی سے لمحہ بھر نہیں سرک سکتے۔ نہ حکم عدولی کرتے ہیں اگر چاند و ستارے ہیں تو سارے اپنے نظام پر چل رہے ہیں کل یجری لمستقر لہا ــــ ہیں۔ گو سب حضرت ابراہیمؑ کے اس ابتلاء کو دیکھ رہے ہیں اور یہی فکر لاحق ہے کہ ایسے وقت ہم کیا کر سکتے ہیں، جب حضرت ابراہیم کو لایا گیا تو سب نے اپنی خدمات کی پیش کش کر دی، ملائکہ حاضر ہوئے حضرت جبرئیل تشریف لائے اور اپنی خدمات پیش کر دیں، مگر حضرت ابراہیمؑ کو خدا تعالیٰ کے ساتھ عجیب اور بے پناہ عشق تھا اور خداوند تعالیٰ کو بھی حضرت ابراہیم کے ساتھ بے پناہ محبت تھی۔

جیسے ایک عاشق یہ نہیں چاہتا کہ میرے محبوب کے ساتھ کسی دوسرے کی محبت بھی ہو، یا میرے محبوب کے دل میں کسی دوسرے کا خیال آ جائے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا معاملہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ تھا وہ حضرت ابراہیمؑ کو عالم اسباب کی ہر چیز سے کاٹ رہے تھے اور امتحانات لے رہے تھے۔ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو دوست چن لیا۔

تو جب ابراہیمؑ دوست ہوا تو دوستوں میں غیر نہیں چل سکتا۔ تب اللہ نے امتحان لیا۔ کہ آیا ہماری دوستی میں غیروں کو تو نہیں پکارا جاتا، یا حضرت ابراہیمؑ غیروں کی امداد تو نہیں لیتے۔ حضرت جبرئیلؑ جس کے فرائے لوط و سدوم کو ایک پر سے اٹھایا اور الٹ کر تہس نہس کر دیا، دنیا کے کروڑوں ایٹم بم حضرت جبرئیلؑ کے ایک پر کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

القوی الامین جنہیں خدائی تمغہ ملا ہے۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جبریئل قوت والے ہیں اور امین بھی ہیں تو حضرت جبریئل نے عرض کیا کہ میں اپنی طاقت پیش کرتا ہوں تو حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ خود آئے ہو یا خدا نے بھیجا ہے۔ عرض کی خود حاضر ہوا ہوں یہ میرے اپنے جذبات ہیں اور آپ توحید کے علمبردار ہیں میں خود اس کو سعادت سمجھتا ہوں کہ آپ کی امداد کروں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔ اَمَّا اَنْتَ فلا' جب آپ خود آئے تو آپ سے میں کوئی امداد نہیں لیتا' واپس ہو جا۔ یہ تو خدا کی غیرت کے خلاف ہے۔ اور آپ سے امداد لینا گویا امتحان ہال میں نقل کرنا ہے۔ ابراہیمؑ غیرت واخلاص کا پرچہ دینا چاہتے تھے۔ یہاں بھی آپ نے عجیب انداز اختیار کیا اور جبریئل سے دریافت کیا' کہ خدا تعالیٰ اس سارے معاملہ میں باخبر بھی ہیں یا کہ نہیں؟

تلك حجتنا آتیناھا ابراھیم

اس انداز کا قوت بیان اور طرز استدلال اللہ پاک نے صرف ابراہیم علیہ السلام کو دیا تھا۔

تو جبریئل نے فرمایا خداوند تعالیٰ باخبر ہیں۔ تو فرمایا۔ کہ اے جبریئل پھر آپ واپس ہو جائیں۔

تو جبریئل نے کہا کہ اچھا سوال تو خدا سے کر لو تو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا علم ہی کافی ہے میرے سوال کی حاجت نہیں۔ علمہ بحالی حسبی عن سوالی تو ان سب امتحانات میں کامیاب ہو گئے۔ اہل حق کا شیوہ ہے کہ آگ لگ جائے تو اس کے بجھانے کی کوشش کرتے ہیں' اگر نہیں بجھتی تو کوشش کرنی ہے۔ آج بھی فتنوں کا دور ہے باطل کی یلغار ہے۔ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اپنی مقدور بھر کوشش کرے ہاتھ سے ہو' زبان سے ہو' جس طرح بھی بن پڑے کوشش کرے جیسا کہ اس وقت بھی طرح طرح کے پرندے آتے اور چونچوں میں پانی لا کر آگ بجھانے کی کوشش کرتے تھے۔ خوب سمجھتے تھے کہ یہ آگ ہم بجھا تو نہیں سکتے لیکن اپنے جذبات کا اظہار تو کرتے تھے۔ اور کچھ ایسے بدبخت بھی تھے بعض حیوان کہ دور سے آگ کو مزید پھونکتے تھے تاکہ آگ مزید بڑھ جائے تو آج اگر ہم باطل کی آگ بجھا نہیں سکتے تو کم از کم یہ کوشش تو کر لیں کہ وہ آگ مزید نہ پھیل جائے۔ تو حضرت جبریئل واپس ہوئے اور ابراہیمؑ آگ میں ڈال دئے گئے تا مگر یہ آگ اور کائنات کے سارے عناصر اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ سائنس جو کچھ بھی کہے مگر یہ تو سب اللہ کی مخلوق ہیں اللہ چاہیں کہ نہ آگ نہ جلائے تو نہیں جلائے گی اور اگر چاہیں تو جلائے گی۔ اگر اللہ فیصلہ کر دیں کہ دریا اور سمندر ڈبوئیں گے نہیں تو بس' پھر وہ نہیں کر سکتے۔ یہ ایک بڑی داستان ہے کہ عناصر اربعہ کے خاصیات کو اللہ تعالیٰ نے جب چاہا ہے معطل کر دیا ہے آگ جلانے کے لئے ہے مگر ہوا یا نار کونی برداً وسلاماً علی ابراھیم اے آگ۔ تو آج ٹھنڈی ہو جا اور ابراہیمؑ پر گل و گلزار بن جا۔ حضرت ابراہیم سرخرو ہوئے اور کامیاب ہوئے۔

پھر ایک وقت ایسا آیا کہ اللہ پاک نے فرمایا کہ ابراہیم اب جا کر میرے گھر کو آباد کرو' یہاں کے لوگ بدبخت ہیں ہدایت

کے طالب نہیں، جاؤ ہجرت کرلو، یہ تیسرا مرحلہ تھا اور سخت مرحلہ تھا، ترک وطن کا، جو آسان کام نہیں۔ آج مسلمانوں کو بھی وطن کے بت نے خراب کر دیا ہے۔ عراق ہے یا ایران ہے سب وطنیت کے بت کے پوجا کی وجہ سے مشکلات کا شکار ہیں۔ تو اولاً وطن کا بت اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ پاش پاش کر دیا اور پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے وطنیت کے بت کو مزید ذلیل کر دیا۔ تو حضرت ابراہیمؑ نے ہجرت کر لی۔ حضرت ہاجرہ، بھی کیسی سراپا تسلیم تھیں کہ فرمایا بس بے فکر رہیں اللہ ہی ہمارا کفیل و کارساز ہے۔

پھر سخت ترین گھڑی آزمائش کی بڑھاپے میں آئی کہ ابراہیم علیہ السلام خواب دیکھتے ہیں، اور اگر ہم ہوتے تو خواب نہیں کوئی تلوار سر پر لٹکا کر بھی حکم دے تب بھی اس میں تاویلات کرتے، تو حضرت ابراہیمؑ نے کوئی تاویل نہیں کی اور فرمایا۔ یٰبنیّ انی اریٰ فی المنام انی اذبحک، فانظر ماذا تریٰ۔

اے میرے پیارے بیٹے! میں نے خواب دیکھا ہے کہ آپ کو ذبح کر رہا ہوں بیٹا۔ اس میں آپ کی رائے کیا ہے؟

بیٹے نے عرض کیا جو پیکر تسلیم و رضا تھا یا ابت افعل ما تؤمر۔ اے اباجان، فوراً اللہ کے حکم کی تعمیل کریں، شش و پنج اور تردد اس میں نہ کریں ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین۔

اباجان تم مجھے صابرین میں سے پاؤ گے۔ باپ کس قدر عظیم قربانی کر رہے ہیں اولاد کی قربانی، اور اولاد نے بھی اسی معیار کی قربانی دی اور کہا لبیک، تو درحقیقت یہ اندر کا اسلام تھا جو بیٹے کی گردن پر چھری چلا رہا تھا۔

اور یہی اسلام تھا جس نے ابراہیمؑ کے ہاتھ میں چھری دی اور اسلام ہی تھا جس نے بیٹےؑ کو چھری کے سامنے لٹا دیا کہ ع

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

اور بیٹے نے اباجان سے عرض کیا، آنکھوں پر پٹی باندھ لیں کہیں پدری شفقت مانع نہ ہو جائے۔

حضرت اسماعیلؑ ہمیں یہ سبق دیتے ہیں کہ والدین سے ایسا سلوک کیا جائے اور والدین کو ابراہیمؑ نے سبق دیا کہ خدا کے راستے میں اولاد کو بھی قربان کر دو۔

فلما اسلما، وتلّه للجبین ۔ ونادیناه ان یا ابراهیم. قد صدقت الرؤیا انا کذالک نجزی المحسنین ۵

دونوں نے اپنی اسلامیت کا ثبوت دے دیا۔

تکبیر وحمد | اور جب چھری چلائی تو اوپر سے جبرئیل کی آواز آئی، اللہ اکبر اللہ اکبر، اوپر سے ندا آئی، خبردار چھری مت چلانا اللہ کی ذات تو واقعی بہت بڑی اور سب سے بڑی ہے وہ آپ کے بیٹے کو ذبح نہیں کرنا چاہتے ابراہیمؑ سمجھ گئے اور پکار اٹھے لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر حضرت اسمٰعیلؑ بھی سمجھ گئے کہ اللہ پاک نے میری جگہ دوسری قربانی بھیج دی تو پکار اٹھے کہ اللہ اکبر و للہ الحمد یہ تین جملے ہیں ایک جبرئیل علیہ السلام کا دوسرا ابراہیم علیہ السلام کا

اور تیسرا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا۔

تو نویں ذوالحجہ کی فجر سے ۱۳ کے عصر تک واجب ہے کہ نماز جماعت سے پڑھے یا بغیر جماعت کے، ہر فرض نماز کے بعد بآواز بلند ان تکبیرات کو پڑھنا واجب ہے، زور سے پڑھنا اور یہ ترانہ بلند کرنا ضروری ہے انہیں تکبیرات تشریق کہا جاتا ہے۔ وترکنا علیہ فی الاخرین ۔ سلام علی ابراھیم ۔ انا کذالک نجزی المحسنین انہ من عبادنا المومنین تو ابراہیمؑ اس عظیم امتحان میں بھی کامیاب ہوگئے ۔ اب سنۃ ابیکم ابراہیم کی حقیقت سمجھ میں آ گئی ۔ آں حضرتؐ نے اس جملہ میں سب کچھ سمیٹ دیا کہ اپنے والد ابراہیم کی زندگی کو دیکھو اور ان کے کردار کو تم بھی اگر ان کا اتباع کروگے تب اہل اور لائق کہلا سکوگے ۔ آج تم جانور ذبح کرتے ہو تو یہ درحقیقت اس بات کا اعلان ہے کہ اے اللہ! ہم تیری رضا کی خاطر ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہیں ۔ مال وجان، عزت وآبرو سب تیری رضا میں نچھاور کردیں گے۔

امت مسلمہ کی مرکزیت | حضرت ابراہیمؑ کا دوسرا بڑا سبق حج ہے اور کعبہ کی مرکزیت ہے جو ادھر اشارہ ہے بلکہ آپ نے یہ کہنا چاہا کہ اے ملت مسلم! اے میری اولاد! اپنی مرکز سے وابستہ رہنا، یہ مرکز اگر تم نے چھوڑ دیا تو تہس نہس ہو جاؤگے ہر قوم جس طریقہ سے چاہے رہ سکتی ہے ۔ مگر ملت مسلمہ مرکز سے کٹ کر زندہ نہیں رہ سکتی ۔ یہ امت ایک پھلدار درخت ہے جب درخت اپنی جڑ سے کٹ جائے تو اس کے پھل ختم ہو جاتے ہیں نہ وہ سایہ دے سکتا ہے ۔ آج سارا عالم اسلام انتشار میں ہے جب کہ جو مرکزیت اللہ پاک نے ہمیں دی ہے وہ کسی کو بھی نہیں دی گئی ۔ ۲۰، ۲۵ لاکھ انسان عرب وعجم، کالے اور سفید، سب کو خداوند تعالیٰ عرفات میں جمع کر دیتے ہیں تو ابراہیم نے اس طرح ہمیں وحدت اور اتحاد کی تعلیم دی ۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری حج کے موقع پر فرمایا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض اے امت! میرے بعد کافر نہ ہو جانا جس کی مراد یہ ہے کہ میرے بعد ایسا نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو اور نفرت وانتشار پیدا کرلو اور وحدت ومرکزیت کو توڑ بیٹھو ۔ یوں ہرگز نہ کرنا، ایک بن کر رہو ۔ آپس میں تمہارا اختلاف بھی آئے گا، سیاسی رائے بھی مختلف ہوگی ۔ اختلاف رائے بھی آئے گا کہ اختلاف رائے تو زندہ قوم کی شان اور عظمت کا نشان ہے لیکن مسلمانوں کے اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کی عظمت، قدر، احترام واکرام میں کوئی فرق نہیں آتا، ایک دوسرے کی بے عزتی نہیں کرتے ایک دوسرے کی آبروریزی نہیں کرتے۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا ۔ آج کونسا دن ہے؟ فرمایا آج عرفات کا دن ہے یہ کون سا میدان ہے ۔ یہ عرفات کا میدان ہے ۔ یہ کون سا موسم ہے یہ حج کا موسم ہے ۔ اور حرمت کے ایام ہیں تو فرمایا ۔ اے مسلمانو! ان دماءکم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا۔

اے میری امت! تمہارا خون ایک دوسرے پر ایسا حرام ہے۔ اور تمہارے اموال، تمہاری آبروئیں ایک دوسرے پر ایسی حرام ہیں۔ ایک دوسرے کے لئے اتنی محترم ہیں جیسے کہ آج کا روز حرام و محترم ہے۔ خانہ کعبہ کو گرانا، اللہ کے نزدیک اتنا جرم نہیں، جتنا ایک انسان کو قتل کر دینا۔

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ خانہ کعبہ کی طرف دیکھتے اور فرماتے :-

اے بیت اللہ! اللہ پاک نے تجھے کس قدر عظمت دی ہے۔ کس قدر بڑی شرافت دی ہے لیکن ایک مسلمان کا دل تجھ سے زیادہ اللہ کو محبوب ہے۔

بہرحال اس روز اور ان ایام میں اتحاد و ایثار کا ایک زبردست سبق موجود ہے ہم یہاں اس لئے جمع ہوتے ہیں کہ اللہ کی رضا کے لئے قربانی کریں گے ؛ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

سوت ائم رکھنے کے لئے جوتے پہننا بہت ضروری ہے ہر مسلمان کی کوشش ہونی چاہیئے کہ اس کا وضو قائم رہے۔

سروس انڈسٹریز

پائیدار۔ دلکش۔ موزوں اور واجبی نرخ پر جوتے بناتی ہے

سروس شوز

قدم قدم حسین قدم قدم آرام